غزل

از

(جناب شمس نوید)

خلوصِ دل پہ شرمانا بھی کیا ہے
محبت کی سزا پانا بھی کیا ہے!

فضا میں دیر تک سیمیں خراشیں
حسیں تاروں کا ٹکرانا بھی کیا ہے

کسی کو یاد کرنا خوب ـــ لیکن
کسی کا یاد آجانا بھی کیا ہے

مصائب اور شکستِ فاتحانہ
عزائم کی قسم کھانا بھی کیا ہے!

کبھی دھوکا کبھی جانِ حقیقت
محبت تیرا افسانا بھی کیا ہے

جنوں کا راز اور بزمِ خرد میں
چھپانا اور سمجھانا بھی کیا ہے

وفا ناکام ـــــ تکمیلِ محبت
جسے کھونا اسے پانا بھی کیا ہے!

شکستِ دل نے غم کو زندگی دی
شکستہ ساز پر گانا بھی کیا ہے

جہاں دنیا اکیلا چھوڑ جائے
وہاں دنیا کو اپنانا بھی کیا ہے

جہانِ رنگ و بو تیری حقیقت
سمجھنا اور گذر جانا بھی کیا ہے

گلوں سے کھیلنا پُر کیف لیکن
گلوں سے آگ دہکانا بھی کیا ہے

کبھی ممکن حقائق سے بھی لڑنا
کہیں سائے سے ڈر جانا بھی کیا ہے!

تسلی جستجو سے آگہی میں
ابھرنا ڈوبتے جانا بھی کیا ہے

نئی تعمیر کی خاطر جہاں کو
خود اپنے ہاتھ سے ڈھانا بھی کیا ہے

تری زلفوں کو سلجھانے کی خاطر
ترے غم میں اُلجھ جانا بھی کیا ہے